نام دیو - مالی

نام دیو مقبرۂ رابعہ دورانی اورنگ آباد (دکن) کے باغ میں مالی تھا۔

مقبرے کا باغ میری نگرانی میں تھا۔ میرے رہنے کا مکان بھی باغ کے احاطے ہی میں تھا۔ میں نے اپنے بنگلے کے سامنے چمن بنانے کا کام نام دیو کے سُپرد کیا۔ میں اندر کمرے میں کام کرتا رہتا تھا۔ میری میز کے سامنے بڑی سی کھڑکی تھی، اس میں سے چمن صاف نظر آتا تھا۔ لکھتے لکھتے کبھی نظر اُٹھا کر دیکھتا تو نام دیو کو ہمہ تن اپنے کام میں مصروف پاتا۔

اب مجھے اس سے دل چسپی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ بعض وقت اپنا کام چھوڑ کر اُسے دیکھا کرتا۔ مگر اسے خبر نہ ہوتی کہ کوئی دیکھ رہا ہے یا اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے کام میں مگن رہتا۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ اپنے پودوں اور پیڑوں ہی کو اپنی اولاد سمجھتا تھا اور اولاد کی طرح ان کی پرورش اور نگہداشت کرتا۔ ان کو سرسبز اور شاداب دیکھ کر ایسا ہی خوش ہوتا جیسے ماں اپنے بچّوں کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ وہ ایک ایک پودے کے پاس بیٹھتا، ان کو پیار کرتا، جُھک جُھک کر دیکھتا اور ایسا معلوم ہوتا گویا ان سے

چُپکے چُپکے باتیں کر رہا ہے۔ جیسے جیسے وہ بڑھتے اور پُھولتے پھلتے، اس کا دل بھی بڑھتا اور پُھولتا تھا۔ ان کو توانا اور ٹانٹا دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ کبھی کسی پودے میں اِتّفاق سے کیڑا لگ جاتا یا کوئی اور روگ پیدا ہو جاتا تو اُسے بڑا فکر ہوتا۔ بازار سے دوائیں لاتا، باغ کے داروغہ یا مجھ سے کہہ کر منگاتا۔ دن بھر اسی میں لگا رہتا اور اس پودے کی ایسی سیوا کرتا جیسے کوئی ہم درد اور نیک دل ڈاکٹر اپنے عزیز بیمار کی کرتا ہے۔ ہزار جتن کرتا اور اُسے بچا لیتا اور جب تک وہ تندرست نہ ہو جاتا، اُسے چین نہ آتا۔ اُس کے لگائے ہوئے پودے ہمیشہ پروان چڑھے اور کبھی کوئی پیڑ ضائع نہ ہوا۔

ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔ کنوؤں اور باؤلیوں میں پانی برائے نام رہ گیا۔ باغ پر آفت ٹوٹ پڑی۔ بہت سے پودے اور پیڑ تلف ہو گئے۔ جو بچ رہے، وہ ایسے نڈھال اور مُرجھائے ہوئے تھے جیسے دق کے بیمار۔ لیکن نام دیو کا چمن ہرا بھرا تھا اور وہ دُور دُور سے ایک ایک گھڑا پانی کا سر پر اُٹھا کے لاتا اور پودوں کو سینچتا۔ یہ وہ وقت تھا کہ قحط نے لوگوں کے اوسان خطا کر رکھے تھے اور اُنھیں پینے کا پانی مشکل سے میسر آتا تھا۔ مگر یہ خدا کا بندہ کہیں نہ کہیں سے لے ہی آتا اور اپنے پودوں کی پیاس بُجھاتا۔ جب پانی کی قلّت اور بڑھی تو اس نے راتوں کو بھی پانی ڈھو ڈھو کے لانا شروع کیا۔ پانی کیا تھا، یوں سمجھیے کہ آدھا پانی اور آدھی کیچڑ ہوتی تھی۔ لیکن یہی گدلا پانی پودوں

کے حق میں آبِ حیات تھا۔

ایک دن نامعلوم کیا بات ہوئی کہ شہد کی مکھیوں کی یورش ہوئی۔ سب مالی بھاگ کر چھُپ گئے۔ نامؔ دیو کو خبر بھی نہ ہوئی کہ کیا ہو رہا ہے، وہ اپنے کام میں لگا رہا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ قضا اس کے سر پر کھیل رہی ہے۔ مکھیوں کا غضب ناک جھلّڑ اس غریب پر ٹوٹ پڑا۔ اتنا کاٹا، اتنا کاٹا کہ بے دم ہو گیا۔ آخر اسی میں جان دے دی۔

مشق

(الف) نیچے دیے ہوئے سوالات کے جوابات لکھیے:

۱- نام دیو مالی کہاں کام کرتا تھا؟

۲- وہ پودوں کی دیکھ بھال کس طرح کرتا تھا؟

۳- خشک سالی کے دنوں میں اس کا باغ ہرا بھرا کیوں رہا؟

۴- نام دیو مالی کی موت کس طرح واقع ہوئی؟

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

مقبرہ- مگن- شاداب- روگ- نڈھال- قلّت- آفت

(ج) ذیل کی اسموں کے مذکّر یا مؤنث بتائیے:

شیر- بھُتنی- چڑیا- مالی- چچا- بلّی- ہرن

علامہ شبلی نعمانی

ایک دل چسپ سفر

عدؔن میں ایک جرمن ہمارے جہاز پر سوار ہوا جو جرمن کے مشہور عجائب خانہ کا ملازم ہے اور مدّت تک ان اَطراف میں رہ کر یورپ کو واپس جا رہا ہے۔ سیاحی و تجارت کی بدولت وہ متعدّد زبانوں میں بے تکلف بات چیت کر سکتا ہے۔ جب وہ جہاز کے افسروں سے "اٹالین" میں، آرنلڈ سے انگریزی میں، مجھ سے عربی میں گفتگو کرتا تھا تو مجھ کو سخت تعجب اور رشک ہوتا تھا۔ کھانے کی میز پر جب ہم سب جمع ہوتے تھے تو یہی ایک شخص تھا، جو سب کا ترجمان بنتا تھا۔ اس نے عرب و افریقہ کے جنگلوں سے بہت سے عجیب و غریب جانور بہم پہنچائے ہیں۔ ایک بڑے پنجرے میں افریقہ کے بندر تھے، جن کی ہیئت معمولی بندروں سے کچھ الگ تھی۔ ان میں زیادہ تر تعجب انگریز بات یہ تھی کہ جب وہ کسی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر غُل مچاتے تھے تو ان کی آواز سے بعض حروف مفہوم ہوتے تھے۔ میں نے اوّلاً خیال کیا کہ ہم لوگ جس طرح مثلاً بلّی کی آواز کو میاؤں سے تعبیر کرتے ہیں، یہ بھی اسی قسم کے فرضی الفاظ ہیں۔ لیکن چند بار میں نے غور سے سنا تو صاف صاف "ل" اور "یا یا" ک کی آواز محسوس ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پردے سے سنتا تو ہرگز خیال نہ کر سکتا کہ بندر کی آواز ہے۔ میں